دربارِ شام میں جنابِ زینبؑ کی پیشین گوئیاں

جناب سید خورشید حیدر خورشیدؔ جائسی، تحصیلدار، سول لائن، علی گڑھ

یزید کا دربار آراستہ تھا۔ سات سو کرسی نشینوں کے مجمع میں جہاں امراء وصنادید شام بیٹھے ہوئے تھے اور غیر ملکی سفراء بھی خاص طور سے مدعو تھے۔ یزید شراب خوری میں مصروف تھا۔ امام حسینؑ کا سر طشت طلائی میں رکھا ہوا تھا۔ وہ ملعون نشہ کے عالم میں دل کی بات زبان پر لاتا ہے۔ اس نے شاید یہ سوچا ہو کہ اب جب کہ حسینؑ شہید ہو چکے ہیں اور لوگوں کے دلوں پر ہماری ہیبت پوری طرح قائم ہو چکی ہے، ان کے اوپر کئے جانے والے شدید ظلم کو دیکھنے کے بعد دوسروں کے رہے سہے حوصلے بھی پست ہو گئے ہوں گے۔ اب کون ہے جو ہمارے اقتدار کو ٹوک سکے اس لئے اب کسی پردے کی کیا ضرورت ہے؟ اس پس منظر میں اس نے نشہ کی ترنگ میں اشعار پڑھنے شروع کئے جن کا مفہوم یہ تھا کہ ملک کے حصول کے لئے بنی ہاشم نے ایک کھیل کھیلا تھا ورنہ نہ فرشتہ آیا اور نہ وحی آئی۔ کاش میرے بدر کے بزرگ زندہ ہوتے تو وہ یہ دیکھتے کہ آج میں نے اپنے تمام قرضے وصول کر لئے وغیرہ وغیرہ۔

تاریخ ہمیں یہ واضح طور پر بتاتی ہے کہ دربار یزید میں صحابیان رسول بھی موجود تھے اور باقی جو لوگ بھی وہاں تھے، وہ بھی کم از کم اپنے کو مسلمان تو بہر حال سمجھتے ہی تھے مگر یزید کی زبان سے ان اشعار کو سننے کے بعد کسی کی بھی حمیت مذہبی بیدار نہ ہوئی۔ نہ کوئی معترض ہوا نہ کسی نے ناگواریت کا اظہار کیا۔ مگر بھلا اہلبیتؑ رسول اسلام کی اہانت کو کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ جناب زینبؑ اس موقع پر کھڑی ہو جاتی ہیں آپ نے اپنا وہ لاثانی خطبہ پڑھا جس نے یزید کے جاہ وجلال کی عمارت کو نہ صرف یہ کہ ڈھا دیا بلکہ اس کے کردار کے ننگ (ننگ) کو تاریخ میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔ جناب معظّمہ نے یزید کو۔ اے پسر آزاد کردگان! کے الفاظ سے مخاطب کیا۔ اس کی اور اس کے آباء واجداد کے ماضی کی پوری تاریخ ان الفاظ میں مضمر ہے۔ اس کے بعد اپنے خطبہ میں اسلام ورسول اسلام اور حقانیت کا پورا ثبوت، عقیدۂ معاد کے بارے میں دلیلیں او ریزید کے برسر باطل ہونے کے شواہد پیش کئے۔ اس کے اشعار کو پیش کر کے اس پر تنقید کر کے اس کے کفر کو مزید متحقق کیا۔ خطبہ کے آخری حصہ میں اولادِ رسولؐ کے مستقبل اور یزید کے مستقبل سے متعلق آپ نے سات پیشین گوئیاں کی ہیں۔ ان پیشین گوئیوں پر نگاہ ڈالیے اور جناب زینبؑ کی عظمت کا اندازہ لگائیے۔

آپ کا ماحول ایسا تھا کہ ان پر کسی نامحرم کی نگاہ پڑنے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ ان کی نگاہ بھی کربلا کی اسیری کے پہلے کسی نامحرم پر نہ پڑی تھی۔ وہ خاموش گھریلو زندگی گزار رہی تھیں۔ انہیں سیاست دنیا سے کوئی واسطہ کبھی نہ رہا تھا مگر بنت علی کے ارشادات کو دیکھئے اور حالات دنیا کے جائزہ لینے کی بصیرت کا اندازہ لگائیے۔ آپ کے خطبہ کا آخری حصہ حسب ذیل ہے:

۱۔ اے یزید خدا کی قسم تو ہمارے ذکر ہماری زندگی کو فنا نہیں کر سکتا۔'' ظاہر ہے کہ ''ہماری زندگی'' کے الفاظ سے مراد نسل رسولؐ ہے اور امامت کا تسلسل پیش نظر ہے۔

۲۔ ''اور نہ تو ہمارے مقصد کو پہنچ سکتا ہے'' یعنی ہمارے مقاصد اتنے بلند ہیں کہ تیرا جیسا پست اور حب دنیا میں مبتلا انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

۳۔ ''اس خون ناحق کا دھبہ تیرے دامن پر قیامت تک باقی رہے گا اور تو اسے دھونہیں سکتا۔''

۴۔ ''تیری رائے یقیناً غلط ہے۔''

۵۔ ''تیری زندگی بے حد محدود ہے۔''

۶۔ ''تیرے اردگرد کا مجمع بہت جلد منتشر ہونے والا ہے۔''

۷۔ ''وہ دن بہت قریب ہے کہ جب منادی ندا کرے گا کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔''

اس پوری عبادت کو پھر پڑھیے اور اندازہ لگائیے کہ صدیقہ طاہرہ جناب سیدہؑ عالمیہ کی صدیقہ بیٹی نے جو کچھ بھی اہلبیت رسولؐ اور یزید کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا کیا وہ حرف بحرف پورا نہیں ہوا۔

اہلبیتؑ کرام کی ظاہری صورت حال سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اب دنیا میں ان کا کوئی نام لیوا نہ رہے گا اولاد رسولؐ میں صرف ایک بیمار بھتیجا جاں بلب حالت میں ساتھ ہے جو بقیۂ نسل رسالت وامامت ہے مگر ثانی زہراؑ کا یقین محکم انھیں یہ بتاتا ہے کہ بظاہر انتہائی مایوس کن حالات کے باوجود ان کا ذکر فنا نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے ارشاد فرمایا کہ (۱) ''اے یزید خدا کی قسم تو ہمارے ذکر اور ہماری زندگی کو فنا نہیں کرسکتا ہے۔'' اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ (۲) ''تو ہمارے مقصد تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔'' ان الفاظ میں اتنی بلندی اور یزید کی پستی کا بھرے ہوئے دربار میں اعلان کیا جارہا ہے جو دلیل ہے یقین کامل کی اپنے کردار کے بارے میں پھر اس کے بعد ارشاد ہوا کہ (۳) ''اے یزید تیرے دامن پر اس خون ناحق کا دھبہ قیامت تک باقی رہے گا اور تو اسے دھونہیں سکتا۔ محمود احمد عباسی صاحب جیسے ذہنوں کے لئے یہ پیشین گوئی خاص طور پر قابل غور ہے۔ ناکام کوشش یزید کی صفائی کے لئے کر لیجئے لیکن رسولؐ کی نواسی کا ارشاد بہرحال سچ تھا، سچ ہے اور سچ رہے گا۔

دنیائے اسلام کا اس وقت کا سب سے بڑا بادشاہ یزید تھا اس کی اصابت رائے کے متعلق ارشاد ہوا کہ (۴) ''تیری رائے یقیناً غلط ہے'' اور دنیا نے بہت جلد دیکھ لیا کہ یزید کی رائے بہرحال غلط تھی۔ خود یزید کے فرزند معاویہ نے تھوڑے ہی دنوں کے بعد یزید کی غلطی کا دربار عام میں اعلان کیا۔

یزید اس وقت اپنی عمر کی جن منزلوں سے گذر رہا تھا اس عمر میں عام طور سے اس کی موت کے بارے میں گمان بھی نہیں کیا جاسکتا تھا مگر جناب زینب نے ارشاد فرمایا کہ (۵) ''تیری زندگی کے دن بہت محدود ہیں'' اور تاریخ نے ہمیں بتایا کہ دختر رسولؐ کا ارشاد حرف بحرف سچ تھا۔ اور آخری دونوں چیزیں یعنی (۶) ''ساتھوں کا انتشار'' (۷) اور ''لعنت الٰہی'' یہ تو اس کے نتیجہ عمل کے سلسلے میں تاریخ میں ظاہر ہوکر رہیں۔

حسینؑ مظلوم کی بے کس اور مجبور بہن نے جو کچھ بھی ارشاد فرمایا تھا وہ بالکل سچ ثابت ہوا حالانکہ اس وقت کے ظاہری حالات کے لحاظ سے ایسا ہوجانا سمجھ میں آنے والی بات نہ تھی۔ ایسی صورت میں ثانیٔ زہراؑ کے بارے میں صرف دو باتیں کہی جاسکتی ہیں۔

(۱) یا تو بصیرت ذہنی اتنی تھی کہ ان کی نگاہوں میں مستقبل اس طرح تھا جیسے حال ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صورت تائید الٰہی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

(۲) یا جو کچھ بھی زبان اقدس سے نکل گیا خداوند عالم نے پورا کردیا اور یہ بھی بغیر تقرب الٰہی کے ممکن نہیں یا پھر دونوں چیزیں۔

ان کی مقدس ماں نے عید کے پہلے بچوں سے ان کے لباس کی فرمائش پر یہ کہہ دیا تھا کہ کپڑے خیاط کے یہاں ہیں۔ اس لئے رضوان خیاط ہی بن کر آیا۔ بیٹی نے یزید کے اعمال کے بارے میں جو کہہ دیا حکم خدا سے وہی پورا ہوکر رہا۔ یعنی یزید اور اس کا دور حکومت نہ صرف تاریخ کے لئے بلکہ اسلام وانسانیت کے لئے بدنما داغ بن کر رہ گئے۔ آج دنیا کا کوئی بھی شریف آدمی یزید سے اپنی نسبت دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ آج یزید کی قبر کا کوئی نام ونشان باقی نہیں ہے۔ ہاں، اہلبیت

(بقیہ۔۔۔۔۔۔۔۔صفحہ ۶۰ پر)

(۱۵۱)

اب مرثیہ بھی ختم ہے ان کی بھی ہے رحلت
کچھ اس کو بھی سن لیجئے شہ کی جو ہے حالت
شانوں سے کٹے ہاتھ ملائے ہیں بہ دقت
منظور یہ ہے دیکھ لیں جی بھر کے وہ صورت
گہہ بین ہیں لب پر تو کبھی اشک رواں ہیں
خم پشت میں ہے سر سے قدم تک نگراں ہیں

(۱۵۲)

فرماتے ہیں اس شان پہ اس سن پہ جدا ہو
قابل جو سفر کے ہو وہ پابند بلا ہو
اس لاش کے بارے میں تو کچھ کہئے کہ کیا ہو
ہم صاف کہے دیتے ہیں گو اس میں گلا ہو
خود آپ کے بے ہوش میں آئے نہ اٹھے گی
یہ لاش ہمارے تو اٹھائے نہ اٹھے گی

(۱۵۳)

سن رکھیں سب اس کو بھی اسی بزم سخن میں
دیتا ہے جو ماہرؔ خبر آلام و محن میں
جائز ہو اگر شرع محمدؐ کے چلن میں
یہ مرثیہ جائے گا مرے ساتھ کفن میں
تا وقت مدد مالک کونین بھی روئیں
میں پڑھ کے جو رووٴں تو نکیرین بھی روئیں

(۱۵۴)

ماہرؔ میں اب اک مقطع ثانی بھی سنا دوں
مقطع میں بھی کچھ زور طبیعت کا دکھا دوں
الٹوں جو ورق آنکھوں کے پردے بھی اٹھا دوں
دیں آپ مجھے دل کو میں یہ داد ثنا دوں
کب مرثیہ ہے حال ولی ابن ولی کا
یہ ہاتھ میں دامن ہے حسینؑ ابن علیؑ کا

بتاریخ ۱۴رجنوری ۱۹۱۳ء برائے مجلس نور چشم بنی (بنے) سلمہ دوروز میں لکھا (از بند ۲۹۱، یعنی یہ مرثیہ ۱۴۴ بند کا ہے)

(بقیہ۔۔۔۔۔۔دربار شام میں جناب زینبؑ کی پیشین گوئیاں)

اطہارؑ جس جگہ قید کئے گئے تھے وہ قیدخانہ، ان کے قیام کی بدولت ایک متبرک مقام بن گیا ہے۔ نہ یزید کے محلات باقی ہیں، نہ اس کی قبر البتہ سکینہ بنت الحسینؑ کی قبر پر ایک شاندار روضہ تعمیر ہے جہاں لوگ اپنی اپنی نذر عقیدت پیش کرتے ہیں۔ نہ صرف یزید بلکہ اس کے بزرگوں کی بھی تمام نشانیاں ذلت کی یادگاروں کے ساتھ ہیں لیکن جو چیزیں اہلبیت سے کسی طرح بھی منسوب ہوگئی تھیں، آج بھی عزت واحترام کے ساتھ باقی ہیں لیکن اس حقیقت سے انکار ممکن نہ ہوگا کہ یزید اور اس کے منسوبات کو اور بنی امیہ اور ان کے کارناموں کو حقارت وتذلیل کی آخری منزلوں تک پہنچانے میں رسولؐ کی نواسی، دختر علیؑ وبتولؑ، جناب زینبؑ کا کردار سب سے زیادہ معین ومددگار ثابت ہوا ہے۔

جناب زینبؑ اگر نہ ہوتیں تو یہ عین ممکن تھا کہ اپنے باپ کی طرح یزید بھی خطاء اجتہادی کی قبا زیب تن کرلیتا اور تاریخ میں اپنے لئے نسبتاً محفوظ جگہ تلاش کرلیتا۔ جب امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ جیسی شخصیت سے مقابلہ ومقاتلہ کے باوجود امیر شام معاویہ بن ابوسفیان امیرالمومنین بھی ہیں اور خال المومنین بھی، کاتب وحی بھی ہیں اور رضی اللہ عنہ بھی تو یزید تو دنیاوی لحاظ سے بدرجہا بہتر پوزیشن میں تھا۔ وہ اجماع، استخلاف شوریٰ اور قہر وغلبہ کی مجموعی طاقتوں کے ذریعہ سے اسلام کا خلیفہ بنا تھا لیکن یہ جناب زینبؑ اور حضرت سید سجادؑ کا عمل ہے جنھوں نے شہادت حسینؑ کے تاثرات کو دنیائے اسلام کے اس طرح ذہن نشین کرایا کہ آج بنی امیہ کے زرخرید مورخ کے لئے بھی یزید کے لئے تاویل کا کوئی درجہ باقی نہ رہا اور نہ صرف رشد وہدایت کی تاریخ میں بلکہ دنیا کی بھی تاریخ میں یزید کو حضرت امام حسینؑ کے مقابلہ میں وہ جگہ ملی جو جناب آدمؑ کے مقابلہ میں ابلیس کو جناب نوحؑ کے مقابلہ میں ان کی امت ناہنجار کو، جناب ابراہیمؑ کے مقابلہ میں نمرود کو، جناب موسیٰؑ کے مقابلہ میں فرعون کو، جناب عیسیٰؑ کے مقابلہ میں یہودیوں کو اور جناب محمد مصطفیٰؐ کے مقابلہ میں ابوجہل وابوسفیان کو ملی تھی۔